حیاتِ قادر

مؤلف

عبید اللہ دُرّانی

نذرانہ عقیدت

بحضور بابا قادر اولیاؒ رحمتہ اللہ علیہ

قال میں کیسے سما جائے ہے حالِ باواجان
حال کی تخلیق جو کرتا ہے قالِ باواجان

قادرؒ جیلاں نے دھارا قادرؒ ہندی کا روپ
اُس جلال حق سے مشتق ہے جمالِ باواجان

جگمگا اُٹھے ہیں تاجِ اولیا سے جو چراغ
اُن میں ناممکن ہے مل جائے مثالِ باواجان

اُن کے دم سے ہے مسیحائی عبید اللہ کی
بارک اللہ مرحبا عزو کمالِ باواجان

تشنگانِ علم و اسرار و رموز آئے ادھر
جام جمشیدی سے بڑھ کر ہے سوالِ باواجان

اِک جھلک پر جن کی مر مٹنے کو چاہے دل میرا
ہے جمیل و دلکشا ایسا جلالِ باواجان

وہ جو حمزہؔ ناخنِ عقدہ کشائے راز ہیں
بدر بننا ہے تو بن جائو ہلالِ باواجان

اِک بار تو موج میں آ ساقی، دیدار کا جام پلا ساقی

مستوں کا کیف بڑھا ساقی، مستوں کو کیف بنا ساقی

موسیٰ کے ظرف کی بات نہ کر ہم رندوں کے ہیں طور جُدا

جب پیمانوں سے پیتے تھے اب خم کے خم لُنڈھا ساقی

ہو نور تجلی کی بارش، ہر دل پر برق گرائے جا

وہ قاب قوسین کے جلوے ان زلفوں کو پھلا ساقی

دے اذنِ عام زمانہ کو، ان نینوں کو چھلکا تو سہی

تو بن ٹھن کر محفل میں تو آ رندوں کو بھڑکا ساقی

اس میری تیری دنیا میں تو سب کا آقا مولا ہے

ان مسجد مندر والوں کو سیدھی راہ لگا ساقی

جس جوت کی ہم سب کرنیں ہیں وہ جوت جگت میں پھلا دے

سب تیری جھلک کے طالب ہیں تو سب کو مکھ دکھلا ساقی

اس زیست کے چٹیل صحرا میں تو رحمت کا بادل بن جا

یہ شبنم رو رو کہتی ہے ہے اس بن میں پھول کھلا ساقی

نعمت کی تپش تو دیکھی ہے رحمت کی خلش بھی دکھلا دے

اوڑھی ہے شفاعت کی کملی اب کر دے حشر بپا ساقی

منصور اور دار کا افسانہ، دنیا بھر کو سنانا ہے

طائوس درباب کا چھوڑ بھی دے، اٹھ اور تلوار اٹھا ساقی

جو خون بہایا سرمد نے، وہ خون اب رنگ دکھائے گا

آخون جگر سے سینچ اسے، ہم سب کا خون بہا ساقی

ہم آگ سے کھیلنے والوں کو، ماحول میں آگ لگانی ہے

ناقوسِ ذکر و فکر بجا، میدانِ عمل میں آ ساقی

(رحمن بابا)

☆...☆...☆

ھُو

درونِ کعبہ می رقصم و کعبہ گرد من رقصد

سلامے می کنم بر یار و ادور جانِ من رقصد

صفاتِ پاک من شد جامۂ ناموسیٔ عالم

مزین چار سو می کرد د عریاں روح من رقصد

جہانے فی کنم کشتہ، منم شمشیر عریانے

کہ خود تیغِ ادائے من درونِ چشم اور قصد

تماشہ خود کنم خود را نشانے او نمی یابم

بہ ایں انداز یکتائی بہ جاناں جانِ من رقصد

حیائے شانِ بے چونی حجابے یافت در عشقم

تلاشش میکند خلقے و او در جانِ من رقصد

غیاثِ مستغیثانِ من، کشادِ جانِ ہستی ام

کہ خود آں مستغیثے در کشا بر جانِ من رقصد

گہے بینم ولیؔ در شوخیٔ حُسن بُتاں رقصد

گہے یابم خبر در گرمیٔ عشق جہاں رقصد

(ولی الدین)

غزل

توئی اسرارِ جانم باحبیبی — توئی روح وروانم یاحبیبی

لقائے تو جوابے ہر سوالے — نہانی در عیانم یاحبیبی

نہ بودم من نہ ہستم من نہ باشم — توئی نام ونشانم یاحبیبی

وجودِ عشق رادادی نمودے — توئی تاب وتوانم یاحبیبی

توئی مطلوب ومقصود دوعالم — توئی وردِ زبانم یاحبیبی

نگاہے یاحبیب اللہ نگاہے — یکے از کشتگانم یاحبیبی

شرابِ زیست راکیف وگردہ — ز فرقت سر گرانم یاحبیبی

(رحمن بابا)

غزل

ترا ذوقِ نظر ہے میں نہیں ہوں — محبت کا اثر ہے میں نہیں ہوں

حقیقت بن گیا ان کا تصور — جمالِ سیم بر ہے میں نہیں ہوں

وہ شعر و نغمہ بن کر چھا رہے ہیں — تصور عرش پر ہے میں نہیں ہوں

سرور و جذب و مستی کا ہے عالم — اُدھر جو ہے اِدھر ہے میں نہیں ہوں

نشانِ بے نشاں ہے لا الٰہ میں — خبر بھی بے خبر ہے میں نہیں ہوں

محمدؐ، یا محمدؐ، یا محمدؐ　　تو ہی تو سر بسر ہے میں نہیں ہوں

(رح م ان ب اب ا)

اے کہ وجہ حسن عالم زلف عنبر لوئے تو

لم یزل خود گشت قربان بر خم ابروئے تو

روئے انور والضحیٰ را خود نشانے می دہد

رشتہ واللیل دارد حلقہ گیسوئے تو

یا مزمل یا مدثر آیہ فتح مبیں

سجدہ گاہ عاشقاں ہر لحظہ باید کوئے تو

تو دل رعنائے باطن سورۂ یٰسین صفت

یک جہانے دیک طٰہٰ جلوہ گر در روئے تو

جانِ مارا الغیاث آمد مسیح دلبراں

یک نگاہِ ناز کشتہ ایں گدائے کوئے تو

رحمت اللعالمیں، یا حبیبی یا نبی

الصلوٰۃ والسلام از روح پاکاں سوئے تو

مدح تو خود کرد مولیٰ صاحب خلقِ عظیم

در دلِ مسکیں ولی صلی علیٰ خوشبوئے تو

(ولی الدین)